فکری جمود اور تجدید دین: علامہ اقبال اور سید مودودی کے افکار کا تجزیاتی مطالعہ

Intellectual Stagnation and Religious Renewal: An Analytical Study of the Thoughts of Allama Iqbal and Syed Maududi

Dr. Syed Abdul Ghaffar Bukhari
Associate Professor, Department of Islamic Studies,
National University of Modern Languages, Islamabad
Dr. Kulsoom Bibi
Lecturer, Islamic Studies, Rawalpindi Women University, Rawalpindi

ABSTRACT
Muslim societies have historically faced challenges such as intellectual stagnation, narrow-mindedness, and extremism, which have obstructed the pathways of religious and intellectual development. Two prominent twentieth-century thinkers, Allama Muhammad Iqbal and Syed Abul A'la Maududi, emphasized the necessity of ijtihad (independent reasoning), religious revival, and intellectual awakening as solutions to these challenges.

In his thought, Iqbal presented selfhood (Khudi), freedom of thought, and ijtihad as fundamental elements and urged Muslim societies to move beyond historical inertia toward future-oriented awakening. On the other hand, Maududi offered a practical framework for religious and social reform through implementation of Shariah, establishment of an Islamic state, and adherence to religious principles.

This study will undertake a critical and analytical examination of the thoughts of Iqbal and Maududi to elucidate the extent to which their ideas can guide Muslim societies out of intellectual stagnation and toward moderation and renewal. The research highlights that intellectual moderation, ijtihad, and religious renewal remain indispensable for the survival, intellectual growth, and development of Muslim communities. Furthermore, the study will attempt to demonstrate that the need for intellectual moderation and religious reform today is as vital as it was at the beginning of the twentieth century.

Keywords: Intellectual Stagnation, Religious Renewal, Ijtihad, Reformist Thought, Allama Iqbal, Syed Maududi

مسلم معاشروں نے صدیوں کے دوران فکری جمود اور تنگ نظری کا سامنا کیا ہے، جس نے دینی اور فکری ارتقاء کی راہوں کو محدود کر دیا۔ بیسویں صدی کے دو اہم مفکرین، علامہ محمد اقبال اور سید ابو الاعلیٰ مودودی، نے اس چیلنج کے حل کے لیے اجتہاد، تجدیدِ دین اور فکری بیداری پر زور دیا۔ اقبال نے خودی، آزادیِ فکر اور اجتہاد کے اصولوں کے ذریعے نوجوانوں اور معاشروں کو مستقبل کی بیداری کی دعوت دی۔ مودودی نے شریعت کے نفاذ اور اسلامی ریاست کے قیام کے ذریعے عملی اصلاح کے خاکے پیش کیے۔ یہ تحقیق ان دونوں مفکرین کے افکار کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرے گی تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ فکری جمود سے نکلنے اور دینی تجدید کے لیے ان کے نظریات کس حد تک رہنمائی فراہم کر سکتے ہیں۔

فکری جمود" اور "تجدیدِ دین" کی لغوی و اصطلاحی تعریفات

فکر انسان کی وہ عظیم قوت ہے جو اسے دیگر مخلوقات سے ممتاز کرتی ہے۔ یہی قوت انسان کو مشاہدہ، تجزیہ اور نتیجہ اخذ کرنے کی صلاحیت عطا کرتی ہے۔ انسانی عقل و شعور کی بنیاد فکر پر ہی قائم ہے، جس کے ذریعے وہ خالقِ کائنات کی معرفت حاصل کرتا اور کائناتی حقائق تک رسائی پاتا ہے۔ اسلام نے فکر و تدبر کو عبادت کا درجہ دیا ہے اور قرآنِ کریم میں متعدد مقامات پر انسان کو "أفلا یتفکرون" کے ذریعے غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فکر، دینی، علمی اور فلسفیانہ نظامِ حیات کی اساس شمار ہوتی ہے۔

فکر کا لغوی معنی

فکر کا لغوی معنی ہے، فکر کرنا۔ یعنی کسی چیز پر غور کرنا، تدبّر کرنا۔ ابن منظور اس کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فَكَرَ يُفَكِّرُ فِكْرًا: فَكَّرَ فِي الشَّيْءِ تَفْكِيرًا: تَفَكَّرَ فِيهِ"[(1)]

یعنی کسی چیز پر غور کرنا، تدبّر کرنا۔

زبیدی، محمد مرتضی الحسینی:

"الفِكْرُ: تَرَدُّدُ القَلْبِ فِي المَعَانِي لِلاِسْتِبْصَارِ وَالاعْتِبَارِ، وَيُقَالُ: هُوَ العَقْلُ وَالتَّدَبُّرُ".[(2)]

فکر سے مراد دل کا معانی میں غور و تردد ہے بصیرت اور عبرت حاصل کرنے کے لیے، اور اسے عقل و تدبر بھی کہا جاتا ہے۔

لغوی معنی میں "فکر" سے مراد "التّفکُّر، والعقلُ المنطِقُ" بھی لیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے "فِکر" کا بنیادی معنی توجہ، غور، عقلانی نظر ہے۔

گویا دوسرے الفاظ میں، "فکر" سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے دل و دماغ کو کسی بات کو سمجھنے، اس پر غور کرنے یا اس کا مطلب جاننے میں استعمال کرے۔ یہ عقل و شعور کے ساتھ سوچنے اور نتیجہ نکالنے کا عمل ہے۔

اصطلاحی تعریف

عبد الکریم زیدان "فِکر" کی اصطلاحی مفہوم بیان کرتے ہیں:

" هو تَحْليلُ المَوضوعِ وَاستجلاءُ العِقْلِ فيهِ لِلوُصولِ إلى الحُكمِ الصَّائِبِ"[3]

یہ کسی موضوع کا تجزیہ کرنا اور اس میں عقل کی بصیرت کو بروئے کار لانا ہے تاکہ درست اور صحیح نتیجے یا حکم تک پہنچا جا سکے۔

د. سعید عبد العزیز کے بقول "فِکر" کا مفہوم

"فَيْضٌ مِنَ النَّشَاطِ العَقْلِيِّ الَّذِي يَقُومُ بِهِ الدِّمَاغُ اسْتِجَابَةً لِمَلَايِينَ الْمُثِيرَاتِ الْمَرْئِيَّةِ وَغَيْرِ الْمَرْئِيَّةِ عَنْ طَرِيقِ الْحَوَاسِّ الْخَمْسِ أَوْ غَيْرِهَا"[4]

یہ ذہنی سرگرمی کی ایک تجلی ہے جو دماغ لاکھوں مرئی اور غیر مرئی محرکات کے جواب میں انجام دیتا ہے، خواہ وہ پانچ حواس کے ذریعے ہوں یا کسی اور ذریعے سے۔

اقبال کے نزدیک فکر دراصل عقل کی آزادی اور معنی کی جستجو کا نام ہے۔"[5]

جمود کا لغوی معنی

جمود عربی لفظ "جمد یجمُد جموداً" سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں: "ٹھہر جانا، حرکت یا روانی کا ختم ہو جانا، کسی چیز کا سخت اور منجمد ہو جانا، ابن منظور اس کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جَمَدَ الماءُ يَجْمُدُ جُمودًا: إذا صَلُبَ وانقطعَ سَيْلانُهُ"[6]

پانی جب سخت ہو جائے اور اس کا بہاؤ رک جائے تو کہا جاتا ہے کہ وہ جمد ہو گیا۔

یعنی "جمود" کے معنی ٹھہراؤ، سختی، اور حرکت کے ختم ہونے کے ہیں۔

فکری جمود کا مفہوم

فکری جمود سے مراد وہ حالت ہے جب انسان یا معاشرہ نئی سوچ، اجتہاد اور تبدیلی سے رک جائے۔ ایسے وقت میں قدیم نظریات پر اندھی تقلید کی جاتی ہے اور عقل و تحقیق کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ یہ جمود علمی و دینی ترقی میں رکاوٹ اور معاشرتی زوال کا سبب بنتا ہے۔

عبد الکریم زیدان اس کا مفہوم بیان کرتے ہیں:

"انقطاعُ الإنسانِ أو الأُمَّةِ عن الاجتهادِ والتفكّرِ والإبداعِ، والاكتفاءُ بتقليدِ الماضين دونَ نظرٍ أو تدبّرٍ في مقاصدِ الشريعةِ ومصالحِ العصر"[7]

یعنی فرد یا امت کا اجتہاد، تفکر اور تخلیق کے عمل سے رک جانا، اور ماضی کی تقلید پر اکتفا کرنا بغیر اس کے کہ شریعت کے مقاصد یا عصری مصالح میں غور و تدبر کیا جائے۔

علامہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نعمانی فرماتے ہیں:

"جب کسی قوم کے ذہن میں جمود آ جاتا ہے تو وہ ماضی کے سانچوں میں فکر کو قید کر دیتی ہے اور اصلاح و ارتقاء کے راستے بند ہو جاتے ہیں۔"[8]

تجدیدِ دین

لغوی اعتبار سے "تجدید" کا مطلب ہے کسی پرانی چیز کو نیا کرنا، اس کی اصل حالت کو بحال کرنا یا اس میں تازگی پیدا کرنا۔ ابن منظور تجدد کا لغوی مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جَدَّدَ الشيءَ يُجَدِّدُهُ تَجْدِيداً: صَيَّرَهُ جَدِيداً، وأَعادَهُ إلى حالِه الأَول۔"[9]

کسی چیز کو نیا بنانا، یا اسے اس کی پہلی حالت پر لوٹانا۔

بقول علامہ الزبیدی:

"جَدَّدَ الشيءَ: صَيَّرَهُ جَدِيداً، وقِيلَ: أَعادَهُ إلى ما كانَ عليه أَوَّلاً"[10]

کسی چیز کو نیا کرنا یا اسے پہلی حالت پر واپس لانا۔

کسی چیز کو نیا کرنا، اس کی اصل حالت بحال کرنا یا از سرِ نو تازہ کرنا۔

شریعت میں تجدید کا مفہوم ہے:

شریعت میں تجدید کا مفہوم یہ ہے کہ دین کو بگاڑ، غفلت اور بدعات سے پاک کر کے اسے قرآن و سنت کی اصل روح کے مطابق زندہ کیا جائے۔ یہ مفہوم ائمہ حدیث اور مفسرین کے اقوال سے واضح ہوتا ہے کہ تجدید کا مقصد نئے دین کی ایجاد نہیں بلکہ اصل دین کی احیا ہے۔

دینی اصطلاح میں، اس سے مراد ایمان، عمل اور دینی فہم کو وقت کے تقاضوں کے مطابق تازہ کرنا اور احیائے دین کی کوشش کرنا ہے۔

تجدیدِ دین و شریعت" کے مفہوم کے بارے میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

"التجديدُ هو إحياءُ ما اندرسَ من العملِ بالكتابِ والسنةِ، والأمرِ بمقتضاهما۔"[11]

تجدید سے مراد یہ ہے کہ قرآن و سنت کے ان احکام و اعمال کو زندہ کیا جائے جو وقت کے ساتھ مٹ گئے ہوں اور ان کے تقاضوں پر دوبارہ عمل کیا جائے۔

علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے:

"التجديدُ هو إعادةُ الأمرِ إلى ما كان عليه أو إصلاحُه بعد الفساد."[12]

تجدید سے مراد ہے کسی چیز کو اس کی اصل حالت پر لوٹانا یا اس کی اصلاح کرنا جب وہ بگاڑ کا شکار ہو جائے۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

"المجددُ هو من يُعيدُ للأمة أمرَ دينها على ما كان عليه من نقاءٍ وصفاءٍ بعد اندراسٍ وفساد."[13]

مجدد وہ شخص ہے جو امت کے دین کو اس کی اصل پاکیزگی اور صفائی پر واپس لے آئے، جب وہ مٹنے یا بگاڑ کا شکار ہو جائے۔

امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: التجديدُ في الشريعةِ إنما هو بيانُ الحقِّ، وردُّ الباطلِ، وإحياءُ السننِ وإماتةُ البدع. "[14] شریعت میں تجدید سے مراد حق کی وضاحت کرنا، باطل کو رد کرنا، سنتوں کو زندہ کرنا اور بدعات کو ختم کرنا ہے۔

شریعت میں تجدید کی اہمیت

شریعت میں تجدید کی بہت زیادہ اہمیت ہے اس لیے ہے کہ یہ دین کو زمان و مکان کے بدلتے تقاضوں کے مطابق زندہ، مؤثر اور قابلِ عمل بناتی ہے۔ تجدید کا مقصد دین میں نیا پن پیدا کرنا نہیں بلکہ اس کی اصل روح کو تازہ کرنا ہے تاکہ امت گمراہی سے محفوظ رہے۔ یہ عمل اجتہاد، اصلاحِ فکر اور احیائے سنت کے ذریعے انجام پاتا ہے۔ تجدید امت کو جمود، بدعت اور غفلت سے نکال کر اصل اسلام کی طرف لوٹاتی ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

"مَنِ اسْتَحْسَنَ فَقَدْ شَرَّعَ، وإنَّما التجدُّدُ في الدِّينِ هو إحياءُ السُّنَّةِ وإماتةُ البِدْعَةِ "[15]

جو شخص اپنی رائے سے دین میں نیا طریقہ پسند کرے، وہ شریعت سازی کرتا ہے؛ اور دین میں صحیح تجدد وہ ہے جو سنت کو زندہ کرے اور بدعت کو مٹائے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تجدّد فی الدین کا مطلب نئی باتیں پیدا کرنا نہیں بلکہ قرآن و سنت کے اصولوں کو زندہ کرنا اور بدعات کا خاتمہ ہے۔ یہی حقیقی تجدید ہے جو دین کو اصل روح کے ساتھ باقی رکھتی ہے۔ فکری جمود دین کے علم و عمل میں جمود و توقف کی علامت ہے، جب کہ تجدیدِ دین اسی جمود کا علاج ہے۔ جو شریعت کے اصولوں کے دائرے میں رہ کر امت کے فکری، اخلاقی اور علمی نظام کو از سرِ نو تازہ کرتی ہے۔

فکری جمود کے اسباب کے بارے میں علامہ اقبالؒ اور سید مودودیؒ کا تصور

علامہ اقبالؒ کے نزدیک فکری جمود کا بنیادی سبب اجتہاد کا دروازہ بند ہونا اور تقلیدِ محض پر اصرار ہے، جس نے امت کی فکری آزادی کو محدود کر دیا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جب مسلمان وحی کے بجائے ماضی کی تقلید پر

اکتفا کرتے ہیں تو تخلیقی فکر مر جاتی ہے۔ مولانا سید مودودیؒ کے نزدیک جمود اس وقت پیدا ہوتا ہے جب دین کو محض رسوم و عبادات تک محدود کر دیا جائے اور اس کی عملی و انقلابی روح کو فراموش کر دیا جائے۔ ان کے نزدیک فکری بیداری تب ممکن ہے جب قرآن کی ہدایت کو اجتماعی نظام حیات میں نافذ کیا جائے۔ یوں دونوں مفکرین جمود کے خاتمے کے لیے اجتہاد، احیائے فکر اور دین کی عملی تعبیر پر زور دیتے ہیں۔

علامہ اقبالؒ کا نقطۂ نظر

اقبال کے نزدیک فکری جمود کا بنیادی سبب عقل و اجتہاد کی معطلی ہے۔ مسلمانوں نے تقلیدِ جامد کو اختیار کر لیا اور "حرکت" جو اسلام کی روح ہے، اسے ترک کر دیا۔ آپ لکھتے ہیں:

"اسلام کی روح حرکت ہے، جمود نہیں۔ جب اجتہاد کے دروازے بند کیے گئے تو اسلامی فکر مرجھا گئی۔ "(16)

سید مودودیؒ کا نقطۂ نظر

مودودیؒ کے نزدیک جمود کا سبب صرف علمی نہیں بلکہ عملی و اجتماعی ہے۔ مسلمانوں نے قرآن کی حاکمیت کو چھوڑ کر مغربی تہذیب، قومیت اور سیکولر فکر کو قبول کر لیا۔ آپ لکھتے ہیں:

" مسلمانوں کا زوال ان کے فکری نہیں بلکہ عملی انحراف کا نتیجہ ہے، انہوں نے دین کو زندگی سے الگ کر دیا ہے"۔(17)

اقبال کے نزدیک جمود ایک فکری بحران ہے، جسے علمی بیداری اور فلسفیانہ تجدید سے توڑا جا سکتا ہے۔ اور مودودی کے نزدیک جمود کا علاج اسلامی نظامِ حیات کے غلبے اور اجتماعی تحریک سے ممکن ہے۔

اسلامی فکرِ جدید کے دو بڑے مفکرین اقبال اور مودودی دونوں نے اسلامی احیاء (Revival) اور فکری تجدید پر گراں قدر کام کیا، مگر ان کے زاویۂ نظر اور عملی لائحہ عمل میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔

علامہ اقبالؒ کے نزدیک تجدیدِ دین کا مفہوم

تجدیدِ دین سے مراد دین کے بنیادی اصولوں میں کوئی نئی چیز داخل کرنا نہیں، بلکہ اسلام کی اصل تعلیمات کو زمانے کی ضروریات کے مطابق نئے فہم اور تازہ تعبیر کے ساتھ پیش کرنا ہے۔ علامہ اقبالؒ کے نزدیک یہ عمل اجتہاد اور فکری بیداری کے ذریعے ممکن ہے تاکہ اسلام کی ابدی روح ہر دور میں زندہ رہے۔ آپ لکھتے ہیں:

" تجدیدِ دین کا مطلب یہ نہیں کہ ہم اسلام کے بنیادی عقائد میں کوئی تبدیلی کریں، بلکہ اس کا مقصد ان اصولوں کو نئے دور کے تقاضوں کے مطابق سمجھنا اور ان پر نئے زاویوں سے غور کرنا ہے۔ "(18)

اقبال کے نزدیک دین ایک زندہ حقیقت ہے، جو حرکت، ارتقاء اور اجتہاد کا تقاضا کرتا ہے۔ وہ جمود اور تقلید کے سخت مخالف تھے، کیونکہ ان کے خیال میں جمود دین کی روح کو ماند کر دیتا ہے۔ اسلام ایک زندہ اور ابدی نظامِ حیات ہے اقبال کے نزدیک اسلام جامد مذہب نہیں بلکہ ایک ہمہ گیر ضابطۂ حیات ہے جو ہر دور کے تقاضوں کے ساتھ چلتا ہے۔

بقول اقبالؒ:

"اسلام کی روح حرکت ہے، جمود نہیں۔"(19)

اس لیے تجدید کا مقصد دین کو "نیا" بنانا نہیں بلکہ اس کی ازلی روح کو زندہ رکھنا ہے۔

اجتہاد کی اہمیت

اقبالؒ کے نزدیک **اجتہاد** ہی وہ اصول ہے جو اسلام کو ہر دور میں تازہ اور متحرک رکھتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جب حالات بدل جائیں تو شریعت کے ابدی اصولوں کو نئے تناظر میں سمجھنے اور لاگو کرنے کے لیے اجتہاد ضروری ہے۔ ان کے نزدیک اجتہاد کے ذریعے ہی **دین کی تجدید** اور **اسلامی فکر کی حیات** برقرار رہتی ہے۔ اقبالؒ اجتہاد کو تجدید دین کا بنیادی ذریعہ سمجھتے ہیں، آپ لکھتے ہیں:

"اجتہاد ہی وہ اصول ہے جو اسلام کو ہر دور میں زندہ رکھتا ہے۔"(20)

ان کے نزدیک اجتہاد صرف فقہی اصطلاح نہیں بلکہ فکری اور تہذیبی ضرورت ہے تاکہ مسلم معاشرہ نئے مسائل کا سامنا عقلی بنیادوں پر کر سکے۔ تقلید سے اجتناب اور عقل کا استعمال اقبالؒ نے "فکر" اور "عقلِ انسانی" کو خدا کی عطا کردہ قوت قرار دیا اور کہا کہ قرآن نے بار بار تفکر کی دعوت دی ہے۔

"قرآن کہتا ہے: اَفَلَا یَتَدَبَّرُونَ... اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام عقل کو جامد نہیں بلکہ متحرک دیکھنا چاہتا ہے۔"(21)

مقاصدِ دین کی تازہ تعبیر اقبالؒ کے مطابق دین کے اصول تو ابدی ہیں، مگر ان کے معاشرتی و تمدنی اطلاقات زمانے کے لحاظ سے بدل سکتے ہیں۔

"اسلام کی روح ازلی ہے، لیکن اس کی عملی صورتیں زمانے کے تقاضوں سے بدلتی رہتی ہیں۔"(22)

تجدید کا سرچشمہ

اقبال کے نزدیک تجدید صرف اسی وقت درست ہے جب وہ قرآن و سنت کی روشنی میں ہو۔ آپ بیان کرتے ہیں:

" قرآن ہر دور کے انسان کے لیے ہدایت ہے، اس میں ہر نسل کے لیے تازگی اور رہنمائی ہے۔ "[23]

علامہ اقبالؒ کی نظر میں تجدیدِ دین دراصل اسلامی فکر کی تجدید ہے۔ یعنی قرآن و سنت کی ازلی تعلیمات کو جدید علم، سائنس، فلسفہ، اور تمدن کے تناظر میں نئے فکری سانچے میں سمجھنا۔ انہوں نے واضح کیا کہ:

" تجدید کا مقصد دین میں اضافہ یا کمی نہیں بلکہ ایمان کی نئی تفسیر ہے جو عصرِ حاضر کے ذہن کو مطمئن کر سکے۔ "

یوں اقبالؒ کی تجدید دراصل احیاءِ اسلام ہے، نہ کہ تحریفِ دین۔

سید مودودیؒ کے نزدیک تجدید دین کا مفہوم

سید مودودیؒ نے اپنی تمام علمی و فکری کاوشوں میں اسلام کی تجدید و احیاء کو مرکزی حیثیت دی۔ ان کے نزدیک تجدید کا مقصد دین میں کوئی نئی بات داخل کرنا نہیں بلکہ اصل اسلام کو اپنی اصل بنیادوں پر واپس لانا ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں:

" تجدیدِ دین سے مراد یہ نہیں کہ اسلام کو نیا بنایا جائے، بلکہ یہ کہ اسلام کی اصل صورت کو اُس کی خالص شکل میں پیش کیا جائے، جیسا کہ نبی ﷺ نے دیا تھا، اور اس پر زمانے کے میل کچیل کو صاف کیا جائے۔ "[24]

ان کے نزدیک تجدید کا مطلب اسلام کی تعبیرِ نو نہیں بلکہ احیاءِ قدیم ہے۔ یعنی اسلامی اصولوں کو پھر سے عملی زندگی میں نافذ کرنا۔ سید مودودی کا خیال تھا کہ اسلام اپنی روح میں ابدی اور کامل ہے، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ مسلمانوں میں غفلت، جمود، تقلید اور بدعات پیدا ہو گئیں۔

آپ لکھتے ہیں:

" اسلام کو نقصان دین کے اصولوں نے نہیں، بلکہ مسلمانوں کی غفلت اور انحراف نے پہنچایا ہے۔ تجدید کا مقصد ان بگاڑوں کو درست کرنا ہے۔ "[25]

تجدید کا منبع

سید مودودیؒ کے نزدیک اصل تجدید قرآن و سنت کی بنیاد پر ہونی چاہیے، نہ کہ مغربی فلسفے یا انسانی تجربات پر، آپ لکھتے ہیں:

" اگر تجدید مغربی تصورات کی بنیاد پر کی جائے تو یہ تحریف بن جائے گی۔ تجدید صرف اسی وقت دینی ہے جب وہ وحیِ الٰہی کے تابع ہو۔ "[26]

تجدید کا عملی پہلو

نظامِ حیات کی اصلاح ان کے نزدیک تجدید کا مقصد صرف فکری اصلاح نہیں بلکہ عملی انقلاب لانا ہے۔ یعنی سیاست، معیشت، قانون، تعلیم، اور اخلاق کے تمام نظاموں کو اسلامی بنیادوں پر استوار کرنا۔ آپ لکھتے ہیں:

"اسلام ایک مکمل نظامِ حیات ہے، تجدید اسی وقت ہوگی جب زندگی کے تمام شعبوں میں اسلام غالب ہو جائے۔"(27)

تجدید کے لیے اجتماعی جدوجہد ضروری ہے سید مودودیؒ فردی تصوف یا محض علمی تجدید کو کافی نہیں سمجھتے تھے۔ وہ اسے اجتماعی دینی تحریک سے مشروط سمجھتے ہیں۔ آپ بیان کرتے ہیں:

"تجدیدِ دین کسی ایک فرد کے وعظ سے نہیں بلکہ ایک منظم اجتماعی کوشش سے ممکن ہے، جس کا مقصد اسلام کے غلبے کی جدوجہد ہو۔"(28)

تجدید اور احیائے خلافت سید مودودیؒ کے نزدیک تجدیدِ دین کا سب سے اعلیٰ مرحلہ اسلامی ریاست اور خلافت کا احیاء ہے، کیونکہ جب تک نظامِ حکومت اسلامی نہ ہو، دین کی مکمل تجدید ممکن نہیں۔

"اسلام کا قیام صرف اس وقت مکمل ہوتا ہے جب اس کا نظامِ عدل اور سیاست قائم ہو جائے۔ یہی حقیقی تجدیدِ دین ہے۔"(29)

قرآنی و عقلی دلائل سید مودودیؒ اپنی فکر کو قرآنی بنیادوں پر استوار کرتے ہیں، ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ ﴾(30)

اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلے۔

اس آیت کی روشنی میں وہ کہتے ہیں کہ تجدیدِ دین دراصل مسلمانوں کے اندرونی انقلاب کا نام ہے، جو ایمان، علم اور عمل کی اصلاح سے پیدا ہوتا ہے۔

سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ کے نزدیک تجدیدِ دین کا مطلب دین میں کوئی نیا نظریہ داخل کرنا نہیں، بلکہ اسلام کی اصل روح کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق از سرِ نو زندہ کرنا ہے۔ یہ عمل قرآن و سنت کے تابع، اجتہاد اور اجتماعی عمل کے ذریعے انجام پاتا ہے۔ ان کے نزدیک تجدید کی انتہا اسلامی نظامِ حیات کے غلبے میں ہے، جو فرد، معاشرہ اور ریاست تینوں کی اصلاح سے حاصل ہوتی ہے۔

"تجدیدِ دین کا مطلب دین کو نیا بنانا نہیں بلکہ اس کی اصل صورت کو پھر سے زندہ کرنا ہے، جیسا کہ نبی ﷺ نے دیا تھا۔"(31)

ان کے نزدیک تجدیدِ دین کا حقیقی مقصد یہ ہے کہ اسلام کا نظامِ حیات (سیاسی، معاشی، اخلاقی اور قانونی) پھر سے معاشرے پر غالب ہو۔ تجدید فرد کے ایمان سے شروع ہوتی ہے مگر اسلامی ریاست کے قیام پر مکمل ہوتی ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

"تجدید صرف فکری نہیں بلکہ عملی و اجتماعی انقلاب کا نام ہے۔"(32)

گویا، مودودیؒ کے ہاں تجدید کا دائرہ عملی، اجتماعی اور انقلابی ہے۔

تجدیدِ دین کے مفہوم میں فرق

علامہ محمد اقبالؒ کے نزدیک تجدیدِ دین کا مفہوم علامہ اقبالؒ کے نزدیک تجدیدِ دین کا مطلب یہ نہیں کہ اسلام میں کوئی نئی بات داخل کی جائے یا بنیادی عقائد و اصولوں میں تبدیلی کی جائے، بلکہ ان کے نزدیک تجدید کا مقصد اسلامی تعلیمات کی تازہ تعبیر و تشریح کرنا ہے، تاکہ اسلام ہر دور میں زندہ اور متحرک رہے۔

سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ کے نزدیک تجدیدِ دین کا مفہوم سید مودودیؒ کے نزدیک تجدیدِ دین سے مراد اسلام کی اصل شکل کو از سرِ نو زندہ کرنا ہے۔ ان کے مطابق وقت گزرنے کے ساتھ مسلمانوں میں بدعات، تقلید، اور غیر اسلامی اثرات شامل ہو گئے ہیں۔ تجدید کا مطلب ہے ان سب آلودگیوں کو ختم کر کے دین کو اس کی خالص صورت میں بحال کرنا۔

تجدید کا منبع اور طریقہ کار

علامہ اقبالؒ کے نزدیک :اقبال کا زور فکری و روحانی تجدید پر ہے۔ ان کے نزدیک تجدید تب ممکن ہے جب مسلمان عقل، خودی، اور اجتہاد کو بروئے کار لائیں۔" قرآن کہتا ہے: اَفلایتفکرون — غور و فکر ایمان کا جزو ہے۔ اقبال کے نزدیک تجدید کا عمل فلسفیانہ غور و فکر اور فہمِ قرآن سے شروع ہوتا ہے، جو بالآخر معاشرتی بیداری پیدا کرتا ہے۔

مودودیؒ کے نزدیک تجدید کی بنیاد قرآن و سنت پر مبنی انقلابی عمل ہے۔

تجدید فرد کے دل سے شروع ہو کر نظامِ زندگی کے قیام تک پہنچتی ہے۔"(33)

وہ اس تجدید کو اجتماعی دینی تحریک سے وابستہ سمجھتے ہیں، جس کا ہدف اسلامی ریاست کا قیام اور شریعت کا نفاذ ہے۔

فکر و عمل کا توازن اقبالؒ

فکر کو مرکزیت دیتے ہیں، ان کے نزدیک عمل کا سرچشمہ فکرِ صحیح ہے۔ ان کی مشہور بات:

"عمل کا سرچشمہ فکر ہے، جب فکر زندہ ہو تو امت زندہ ہے۔"(34)

مودودیؒ: عمل کو ترجیح دیتے ہیں، ان کے نزدیک صحیح فکر کا ثبوت عمل میں ہے۔

"اسلام محض عقیدہ نہیں بلکہ نظام عمل ہے۔"(35)

اجتہاد کا مقام اقبالؒ

اجتہاد کو فکری تجدید کی کنجی سمجھتے ہیں۔ وہ فقہی جمود کے خاتمے کے لیے "اجتماعی اجتہاد" کی بات کرتے ہیں۔

مودودیؒ: اجتہاد کو عملی تجدید کا ذریعہ سمجھتے ہیں، مگر اسے اجتماعی قیادت (جماعت) کے دائرے میں محدود رکھتے ہیں۔"(36)

نتائج بحث

- علامہ اقبالؒ کی تجدید فکر اور فلسفہ پر مرکوز ہے۔ یعنی ذہنوں اور افکار کی اصلاح۔ جبکہ سید مودودیؒ کی تجدید عمل اور نظام پر مرکوز ہے۔ یعنی معاشرتی وسیاسی اصلاح۔
- اقبالؒ نے فکرِ اسلامی کی از سرِ نو تعبیر کی، جبکہ مودودیؒ نے اسلامی تحریک کی از سرِ نو تنظیم کی۔
- دونوں میں فرق نوعی ہے، نہ کہ مقصدی — دونوں کا مقصد اسلام کا احیاء اور جمود کا خاتمہ ہے، مگر اقبالؒ نے یہ احیاء فکر و علم کے ذریعے کیا، اور مودودیؒ نے تحریک و نظام کے ذریعے۔
- علامہ اقبالؒ اور سید مودودیؒ دونوں جمود کے مخالف اور احیائے اسلام کے داعی تھے، لیکن ان کے طریقِ کار میں فرقِ نوعیت پایا جاتا ہے، مقصد میں نہیں۔
- اقبالؒ کی تجدید فکر کی تطہیر اور ایمان کی تجدید ہے۔ وہ مسلمان کے ذہن اور شعور میں بیداری پیدا کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہ خود اپنی دنیا تعمیر کرے۔ اقبالؒ کے نزدیک جب فکر زندہ ہو تو عمل خود پیدا ہوتا ہے۔
- مودودیؒ کی تجدید نظام کی تطہیر اور معاشرتی انقلاب ہے۔ وہ فرد کے ایمان سے لے کر ریاست کے قیام تک پورے معاشرے کو اسلامی سانچے میں ڈھالنا چاہتے ہیں۔

اقبالؒ نے اسلام کو "سوچنے" کا نیا زاویہ دیا، جبکہ مودودیؒ نے اسے "عملی قالب" میں ڈھالنے کا طریقہ دیا۔

حواشی

(1) ابن منظور، لسان العرب، ج5، ص18، مادۃ: فکر

(2) الزبیدی، محمد مرتضی الحسینی، تاج العروس من جواھر القاموس تحقیق و تعلیق: عبد الستار احمد فراج، دار الھدایہ، الکویت، 1406ھ/1986ء، ج10، ص184، مادہ: فکر

(3) عبد الکریم زیدان، المدخل لدراسۃ الشریعۃ الإسلامیۃ، بیروت، دار الکتب الاسلامیۃ، ۱۹۹۹، ص ۴۷

(4) د. سعید عبد العزیز، تعلیم التفکیر ومھاراتہ، ص، ۲۲ ط: دار الثقافۃ الأردن، ۲۰۰۹م

(5) (اقبال، تجدید فکریات اسلام، لاہور: اشاعتِ ثانی، ۲۰۱۵، ص ۱۲ – The Reconstruction of Religious Thought in Islam, Lecture I, p. 3–4, Lahore: Sh. Muhammad Ashraf, 1986

(6) ابن منظور، لسان العرب، دار صادر، بیروت، 1414ھ/1994ء، ج3، ص123، مادۃ: جمد

(7) عبد الکریم زیدان، المدخل لدراسۃ الشریعہ الإسلامیہ، ص201

(8) الزبیدی، تاج العروس من جواہر القاموس، ج۴، ص۱۹۰، مادہ: جدد

(9) ابن منظور، لسان العرب، ج3، ص108، مادہ: جدد

(10) عبد الکریم زیدان، المدخل لدراسۃ الشریعہ الإسلامیہ، ص201

(11) شرح صحیح مسلم، للإمام النووي، ج۱۸، ص۱۲۴، دار الفکر، بیروت

(12) ابن الأثیر، النهایة في غریب الحدیث والأثر، ج۱، ص۳۴۵، دار الکتب العلمیة، بیروت

(13) السیوطی، تاریخ الخلفاء، ص۱۰، دار الفکر، بیروت

(14) فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، للمناوي، ج۱، ص۳۵۲، دار المعرفۃ، بیروت

(15) الشافعی، محمد بن إدریس، الرسالہ، ص507، تحقیق: أحمد محمد شاکر، ناشر: دار التراث، مصر، 1358ھ

(16) The Reconstruction of Religious Thought in Islam, Lecture VI, p. 149

(17) تجدید و احیاءِ دین، ص: 25، مکتبہ ترجمان القرآن

(18) The Reconstruction of Religious Thought in Islam, Lecture I, p. 8, Oxford University Press, 1930

(19) Reconstruction, Lecture VI, p. 149

(20) Reconstruction, Lecture VI, p. 152

(21) Reconstruction, Lecture II, p. 45

(22) Iqbal: Speeches, Writings and Statements of Iqbal, ed. Latif Ahmad Sherwani, p. 89

(23) Reconstruction, Lecture I, p. 13

(24) مودودی، تجدید و احیاءِ دین، ص: 12، مکتبہ ترجمان القرآن، لاہور، 1988

(25) مودودی، تجدید و احیاءِ دین، ص: ۲۴

(26) مودودی، اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی، ص: 33، مکتبہ ترجمان القرآن، لاہور، 1986

(27) مودودی، اسلام کا نظامِ زندگی، ص: 41، ادارہ معارف اسلامی، لاہور، 1992

(28) مودودی، مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش، جلد 1، ص: 89، ترجمان القرآن پبلی کیشنز

(29) مودودی، اسلام اور جدید معاشی نظریات، ص: 15، ادارہ ترجمان القرآن

(30) سورۃ الرعد: 11

(31) مودودی، تجدید و احیاءِ دین، ص: 12، مکتبہ ترجمان القرآن، لاہور، 1988

(32) مودودی، اسلام کا نظامِ زندگی، ص: 41، ادارہ معارف اسلامی، لاہور، 1992

(33) مودودی، اسلام کا نظامِ زندگی، ص: 41

(34) بانگِ درا، نظم "طلوعِ اسلام

(35) اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی، ص: 33

(36) تفہیمات، جلد 1، ص: 78